رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ‘‘ پر مرتب اور متفرع کیا گیا ہے ۔ اب اولاً تو امامت مذکور کی تشخیص میں کہ وہ نبوّت و رسالت ہی ہے یا اس سے زائد کوئی اور چیز اور پھر اس کی کیا حقیقت ہے؟ اچھا خاصہ اختلاف برپا ہے ۔ اہل تشیع اسی تفریع کی وجہ سے امامت کو نبوّت سے فائق قرار دیتے ہیں اور پھر اس سے اپنے ہاں کی وہی مصطلح امامت مراد لیتے ہیں جس کا سلسلہ اُن کے ہاں حضرت علی رضؓ سے شروع ہو کر محمد بن حسن العسکری المہدی المنتظر پر ختم ہوتا ہے ۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک امامت، نبوّت سے بلند و بالا کوئی مستقل منصب نہیں بلکہ خود ہی نبوت یا اسی کے اندر ایک اضافی انعام اور اعلیٰ مقام ہے، پھر اس مخصوص سیاق و سباق میں اس سے مراد خلیل اللہ علیہ السلام کی وہ عمومی پیشوائی اور اعزاز و اکرام ہے جو ان کے بعد آنیوالی تمام نسلوں کو ملا چونکہ [illegible] ہے پھر اسی میں یہ حقیقت بھی شامل ہے کہ آپؑ کے بعد انسانیت کے تمام سچے ہادی و رہنما آپؑ ہی کی نسل سے پیدا ہوتے رہے ۔

ثانیاً کلمات کی تشریح میں کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی جاسکی ہے ۔ چنانچہ بعض حضرات تفریع کی رعایت سے انہی مشکلات و امتحانات کو ان کا مصداق سمجھتے ہیں جو خلیل اللہ علیہ السلام کی نبوّت یا کم از کم امامت سے پہلے کی زندگی میں پیش آئے اور بعض اس ترتیب کی رعایت نہیں کرتے ۔

ہمارے خیال میں امامت کی تفریع سے، کلمات کی تشریح و تعیین میں انکی وقوع کی زمانی سبقت و اولیت کی رعایت قطعاً غیر ضروری ہے یہ خدا تعالیٰ کا کلام ازلی ہے اس میں تفریع کی صحت کے لئے خلیل اللہ کی اخلاص و للّٰہیت اور کمال عبودیت سے متعلق خدا تعالیٰ کا وہی علم ازلی کافی ہے جس میں ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی بہت پہلے ان کے لئے ان کی طرف سے ظاہر ہونیوالے عظیم الشان کارناموں کی بدولت امام الناس کا لقب ثابت اور مختص ہو چکا تھا ۔ اس کی ایک مثال میثاق طور کے موقعہ پر بنی اسرائیل کے قول ’’سَمِعْنَا‘‘ کے ساتھ ’’عَصَيْنَا‘‘ کا الحاق بھی ہے یہاں بعض لوگوں کی ناگفتنی توجیہات کی بجائے صاف ستھرا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کے زبانی قول کے پہلو بہ پہلو ان کے اس عملی بغاوت کی اطلاع بھی بہم پہنچائی جو وجود میں آنے سے پہلے ہی اس کو اپنے علم ازلی سے معلوم تھی ۔

© rasailojaraid.com

اس گذارش کے بعد ہمیں کلمات کی توضیح کے سلسلے میں امام قفال رحؒ کی رائے بہت پسند ہے وہ فرماتے ہیں کہ کلمات سے مراد حیاتِ ابراہیمیؑ کا ہر وہ چھوٹا بڑا واقعہ ہے جس سے کسی انسان کے صبر و شکر اور تفویض و حوالگی کا امتحان لیا جا سکتا ہے اس تاویل سے کلمات کی تعیین میں منقولہ تمام اقوالِ سلف کا پورا مجموعہ ہی وہ مبتلیٰ بہ ہے کہ جنہیں کامیابی پر آپؑ کو امام الناس کے عہدے پر سرفراز کیا گیا۔

ہم اس باب کے اندر اسی سلسلے کے بڑے بڑے واقعات کو کسی قدر تفصیل سے بیان کرتے ہیں انہی کے بین السطور میں خلیل اللہ علیہ السلام کے اس صبر و ثبات، عزم و استقلال اور وفاداری و جان سپاری کی جھلکیاں بھی دیکھی جا سکیں گی جن کی بدولت [illegible] وَفّٰی جیسے جامع الفاظ سے خدائی مدح و ستائش کے مستحق ٹھہرے۔

حق و باطل کی پہلی آویزش

غار سے نکلتے ہی ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آپ کو شرک اور صورت پرستی کے عین درمیان میں پایا، والد آزر بت پرست ہونے کے ساتھ ساتھ بت ساز اور بت فروش بھی تھا اور ان کا گھر بت پرستی کا سب سے بڑا اڈہ اور مرکز تھا۔

آزر بت فروش اپنے بیٹے کو بھی بت فروخت کرنے کے لئے شہر کے مختلف اطراف میں بھیجتا، بیٹا گلی گلی سے یہ صدا لگاتے ہوئے گزرتا "ہے کوئی ان بتوں کو خریدنے والا جو نہ کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان"، شاید لوگ اس خدا کو اس سیدھے سادھے لڑکے کی فاتر العقلی یا کسی قسم کے بھول و ذہول پر محمول کرتے جو ان کی طرف سے اغماض برتتے۔

بہرحال کوئی ایک بت بھی بیچے بغیر گلیوں کا گشت ختم ہو جاتا اور ابراہیم علیہ السلام بتوں کی سالم گٹھڑی کو لے کر ایک نہر کے کنارے پہنچ جاتے وہاں ایک ایک بت کو لیکر اس کے سر کو پانی میں ڈبوتے اور آتے جاتے والوں کو ان کی بے بسی اور بے حسی کا عملی مشاہدہ کرواتے — لئے ان سے کہتے "پیو پانی پیو"۔

دعوت و تبلیغ کا عجیب و غریب انداز ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بعد کی زندگی میں اختیار فرمایا [illegible] اس کا آغاز طفولیت کے اسی طرز عمل سے ہوا ہو یہ واقعہ

© rasailojaraid

اپنی روح میں دعوت و تبلیغ کے اُن بے شمار واقعات سے پوری طرح ہم آہنگ ہے جن میں ابراہیم علیہ السلام نے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر حکمت کے ساتھ ساتھ اپنی دلیری کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ بلاشبہ اہل زمانہ کے رجحانات بلکہ اعتقادات کے علی الرغم بتوں کی ایسی اہانت و استخفاف ابراہیم علیہ السلام جیسے موحد اعظم سے ممکن اور متصور ہو سکتا تھا۔

بت پرستی کی شناعت و تقبیح اور بالواسطہ دعوت و تبلیغ کا یہ سلسلہ نہ جانے کتنے عرصے تک جاری رہا ہو گا بالآخر وہ وقت آیا کہ آپ نے کھل کر بتوں اور بت پرستوں کے خلاف آواز اُٹھائی چنانچہ سب سے پہلے اپنے باپ آذر سے مخاطب ہو کر کہا۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً ۚ اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝	اور جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ آذر سے کہا کیا آپ بتوں کو معبود بناتے ہیں ؟ میں تو آپ کو اور آپ کی قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔
(سورۃ انعام آیت ۷۴)	

اسی مخاطبت کو ایک دوسرے مقام پر زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے

يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝ يٰٓاَبَتِ اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝	ابا جان! آپ ایسوں کی کیوں عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں اور نہ آپ کے کچھ کام آسکتے ہیں ابا جان! میرے پاس وہ علم آیا ہے جو آپ کے پاس نہیں آیا ہے آپ میری پیروی کریں میں آپ کو سیدھی راہ پر لے چلوں گا۔ ابا جان! آپ شیطان کی عبادت نہ کریں واقعی شیطان رحمان کا بڑا نافرمان ہے ابا جان مجھے ڈر ہے کہ آپ پر رحمان کا عذاب نہ آجائے اور آپ شیطان کے دوست ہو جائیں
(سورۃ مریم آیات ۴۲تا۴۵)	

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

اس خطاب کے اندر جس لطافت سے حکمت و دانائی بھری گئی ہے اور جس انداز سے دعوت و تبلیغ کے آداب و شرائط کو سمویا گیا ہے بلا ریب وہ کسی عظیم المرتبت اور برگزیدہ نبی کا کام ہو سکتا ہے خطاب کے ہر جملے کو یَاَبَتِ "اے میرے ابا جان" کے مؤدبانہ اور فرزندانہ صیغے کے ساتھ شروع کیا گیا ہے۔ جو عقیدتمندی اور خیر خواہی کے انتہائی پاک اور نازک تأثرات اور احساسات کو لئے ہوئے ہے پدری احساس کو ابھارنے اور شفقت و مہربانی کے جذبات کو اپیل کرنے والے اس ارجمندانہ انداز سے بہتر کوئی طرزِ سخن متصور ہی نہیں، پیغمبرانہ لب و لہجے کی رقت آمیزیوں کے ساتھ یہ خطاب یقیناً پتھر سے پتھر دل کو بھی موم کرتا ہوگا۔ اس کے بعد بڑے حکیمانہ طریقے سے یہ بتلایا جاتا ہے کہ معبود کی عبادت [illegible] آڑے وقت میں کام آئے یہ بت تو سن سکتے ہیں اور نہ دیکھ سکتے ہیں تو ہماری فریاد کو کیسے سنیں گے اور بدحالی کو کیسے دیکھیں گے جو امداد و اعانت کے لئے پہنچ جائیں، پھر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ بت پرستی کی لاحاصلی کچھ میرا اپنا قیاس و تخمینہ نہیں بلکہ ایک ایسے مستند ذریعۂ علم کی تعلیم و تلقین ہے جو آپ کو حاصل نہیں، پھر اپنے دعوے کو عقل کی تائید کے بعد نقل کی کمک پہنچائی جاتی ہے اور اسی کی روشنی میں اپنی اتباع کی دعوت و ترغیب دی جاتی ہے جو سیدھے راستے کی طرف رہنمائی سے عبارت ہے پھر بت پرستی کو ایک انتہائی قابلِ نفرین عنوان سے پیش کیا جاتا ہے یعنی بتوں کی پوجا درحقیقت شیطان کی پوجا ہے جو اپنے ہی محسن اعظم کا سب سے بڑا ناشکرا اور نافرمان ہے پھر عذاب کا اندیشہ ظاہر کیا جاتا ہے اور شیطان کی رفاقت کی عاقبت سے ڈرایا جاتا ہے۔

یہ وہ پہلی آزمائش تھی جسمیں ابراہیم علیہ السلام کو ڈالا گیا۔ پیغمبرانہ دل و دماغ میں پدریت کا کیا مرتبہ و مقام ہوگا اور اس کے احترام کی کیا حالت ہوگی اب حق کی خاطر ان کو کچھ ایسی باتیں کہنی پڑ رہی ہیں جن سے تدنوں کے بت پرست باپ کا ناراض ہونا یقینی تھا اور برہم ہو کر ابراہیمؑ کو گھر بار سے بے دخل کرنا متوقع۔ لیکن خدا کے خلیلؑ نے یہ سب کچھ جانتے بوجھتے ہوئے گوارا کر لیا اور بڑے واضح اور واشگاف الفاظ میں بت پرستی کی خامیاں ظاہر کیں۔

آذر کی ضلالت میں ہدایت اور سنگدلی میں رقت کے کوئی آثار پیدا نہ ہوئے، ابراہیم علیہ السلام [illegible] قدر معقول اور مُسکت تھا کہ آذر کو اپنے عقیدے کی صحت

© rasailojaraid.com

وحدانیت کی بابت تو کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی تو اس نے غیظ و غضب کا وہی طریقہ اختیار کیا جو ایسے موقع پر لاجواب ہو کر ہر کج راہ و بدمزاج آدمی اختیار کرتا ہے پہلے تو انتہائی طعنہ آمیز لہجے میں یہ استفسار کیا۔

اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ	ابراہیمؑ! کیا تو میرے معبودوں سے
یٰاِبْرٰهِیْمُ ج	برگشتہ ہے۔

اور پھر کسی ناموافق بات سننے کے اندیشے سے جواب کا انتظار کئے بغیر وہ دھمکی دی جو ہر خشمناک باپ ان کی مرضی کے خلاف چلنے والے بیٹے کو دیا کرتا ہے۔

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ	اگر تو باز نہ آئے گا تو میں تجھے سنگسار
وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ہ	کر دوں گا تو ہمیشہ کے لئے مجھ سے
(سورۃ مریم آیت ۴۶)	دور ہو جا۔

آذر کے اس جواب سے ابراہیم علیہ السلام کو جو کوفت ہوئی ہوگی اور انکی اس بیزارگی سے اُس کے اُمیدوں کی بہاریں جیسی اُجڑ چکی ہوں گی ایک حسّاس بیٹے کو اس کا اندازہ کرنا کچھ زیادہ مشکل نہیں عام طور پر بڑی ہوشمند، عالی حوصلہ اور پدر شناس اولاد بھی ایسے موقع پر حواس باختگی کا شکار ہو جاتی ہے اور جواب الجواب میں کوئی نہ کوئی غیر محتاط کلمہ ایسا زبان سے نکل جاتا ہے جو عظمتِ ابوّت کو راس نہیں آتا مگر ابراہیم علیہ السلام صرف بیٹے نہیں تھے وہ حقیقی معنوں میں خلیل اللہ اور خلعتِ الٰہی میں ایسے فنا تھے کہ جذبات کے طوفان اُمڈ کر گزر جاتے مگر آپؑ کے ضبط و تحمّل کو فقط ہلا تک نہ دیتے۔

آپؑ نے بڑے اطمینان سے اپنے باپ کو رخصت و متارکت کا سلام کیا اور فرمایا:

سَلٰمٌ عَلَیْكَ ج سَاَسْتَغْفِرُ	سلامتی ہو تمہارے اوپر میں آپ کے لئے
لَكَ رَبِّیْ ط اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا ہ	اپنے پروردگار سے بخشش طلب
وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ	کروں گا۔ بے شک وہ مجھ پر نہایت
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ صلے	مہربان ہے اور میں آپ لوگوں سے اور
عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ	جن کو آپ خدا کے سوا پکارتے ہیں، کنارہ
رَبِّیْ شَقِیًّا ہ	کرتا ہوں اور اپنے پروردگار ہی کو

© rasailojaraid.com

پکاروں گا امید ہے کہ میں اپنے پروردگار کو پکار کر نا امید نہیں رہونگا۔ (سورۂ مریم آیات ۴۷، ۴۸)

یعنی نہ صرف یہ کہ سختی کا جواب سختی سے نہ دیا بلکہ اس کی سلامتی کی دعا کی اور اپنے رب کی مہربانی کے بھروسے پر اس کی مغفرت طلب کرنے کا عزم بھی ظاہر فرمایا پھر یہ محض لفاظی اور عبارت آرائی بھی تو نہیں تھی جو باپ کی چاپلوسانہ خوشامد کی غرض سے اختیار کی گئی ہو بلکہ دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی اور خلوص و ہمدردی میں ڈوبی ہوئی وہ باتیں تھیں جو اپنے پیچھے عمل کا زوردار داعیہ چھوڑ گئیں۔

ابراہیمؑ نے باپ کی مغفرت کے لئے مختلف مواقع میں دعائیں فرمائیں مثلاً:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝ — اے ہمارے رب مجھے اور میرے ماں باپ اور اہل ایمان والوں کو بخش دے جس دن حساب قائم ہو۔

(سورۂ ابراہیم آیت ۴۱)

وَاغْفِرْ لِاَبِیْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝ وَلَا تُخْزِنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ۝ — اور میرے باپ کو بخش دے وہ گمراہوں میں سے ہے اور جس دن لوگ اکٹھا کھڑے کئے جائیں گے مجھے رسوا نہ کیجیو۔

(شعراء آیت ۸۶، ۸۷)

پھر آپ برابر استغفار کرتے رہے تا آنکہ اس کا "عَدُوٌّ لِّلّٰهِ" ہونا آشکارا ہو گیا۔

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ ؕ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ — لیکن جب اس کو معلوم ہو گیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہو گئے بے شک ابراہیم بڑے نرم دل اور بُردبار تھے۔

(سورہ توبہ آیت ۱۱۴)

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

اسلامی تصوّف کے موضوع پر

مشہور محقق پروفیسر یوسف سلیم چشتی کی

مایۂ ناز تالیف

اسلامی تصوّف

میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش

اس کتاب میں فاضل مؤلف نے ان عناصر اور عوامل کی نشاندہی کی ہے کہ جن کی وجہ سے اسلامی تصوّف میں غیر اسلامی عقائد کی آمیزش ہو گئی۔

یہ مایہ ناز کتاب قارئین کے لیے حد اصرار پر اب دوبارہ عمدہ طباعت اور ڈائی دار جلد کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے کتاب کے حسنِ ظاہری میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔

آفسٹ پیپر پر اعلیٰ طباعت، مضبوط اور خوبصورت ڈائی دار جلد

ناشر

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com